بسم اللہ الرحمن الرحیم

اداریہ

محرم الحرام اور اس کے تقاضے

اسلامی سال کا آغاز ماہ محرم الحرام سے ہوتا ہے۔ جس کی ابتداء سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دور خلافت میں کیا تھا۔ یہ مہینہ قبل از اسلام بھی حرمت کے مہینوں میں شمار ہوتا تھا اور عرب اس کا بے حد احترام کرتے اس مہینہ میں جنگ وجدل اور کشت وخون سے پرہیز کرتے تھے۔ اسلام نے بھی اس کی حرمت کو برقرار رکھا۔

دس محرم کو روزہ رکھنا مسنون ہے آپ نے فرمایا **افضل الصیام بعد رمضان شھر اللہ المحرم**۔ رواہ المسلم آپ کو جب معلوم ہوا کہ یہودی بھی دس محرم کا روزہ رکھتے ہیں تو آپ نے فرمایا **صوموا یوم عاشوراء وخالفوا الیھود وصوموا قبلہ یوما اور بعدہ یوما**۔ یعنی دس محرم کا روزہ رکھو لیکن یہودیوں کی مخالفت میں ایک دن پہلے یعنی نویں یا ایک دن بعد یعنی گیارہویں کا روزہ بھی رکھو۔ ایک کی بجائے دو روزے رکھے جائیں۔

یہ وہ کام ہے جو آپ ﷺ سے مسنون ہے کہ روزے رکھے جائیں۔ روزہ ڈھال ہے۔ یہ بہت سی برائیوں سے بچاتا ہے۔ روزے کی حالت میں انسان امن اور سکون سے رہتا ہے۔ ذکرو اذکار اور تلاوت کرتا ہے۔ عبادت میں مصروف ہوتا ہے۔ روزے کی حالت میں شور وغل گالی گلوچ سے بچتا ہے۔ صبر وتحمل سے کام لیتا ہے، واویلا نہیں کرتا۔ یاہ گوئی اور جھوٹ نہیں بولتا۔ غیبت اور چغلی نہیں کھاتا۔ اور پورا دن اللہ تعالیٰ کی بندگی میں گزارتا ہے۔

یہ بھی سوء اتفاق ہے کہ صدر اسلام میں کچھ ایسے ناخوشگوار واقعات بھی محرم الحرام میں رونما ہوئے۔ جس میں سے اہم واقعات سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت ہے۔ بلاشبہ دونوں واقعات دلخراش اور اندوھناک ہیں۔ جس سے اسلام اور اسکی دعوت کو ناقابل تلافی نقصان ہوا۔ اس کے بعد فتنوں کے دروازے کھل گئے اور آج تک اس کے نتائج بھگت رہے ہیں۔ لیکن دیکھنا یہ ہے کہ یہ حادثات تو ہوگئے۔ اب ہمارے لیے کیا لائحہ عمل ہے۔ اور ہمیں کیا طرز عمل اختیار کرنا چاہیے۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی ایک کھلی کتاب ہے۔ آپ ایک غیرت مند

صحابی رسول ﷺ تھے۔ اور زندگی کا ایک ایک لمحہ اسوۂ رسول ﷺ کے مطابق بسر کیا اور خاص کر جب خلافت کا بوجھ کندھوں پر آیا۔ تو احساس ذمہ داری اور بڑھ گیا۔ پوری امت مسلمہ کو امانت سمجھتے۔ ان کی بہتری کے لیے دن رات کام کرتے۔ اسلامی فتوحات کا سلسلہ جاری تھا۔ شام، فلسطین، مصر، عراق اور فارس آپ کے عہد مبارک میں سلطنت اسلامیہ میں شامل ہوئے اور دعوت اسلام کا بول بالا ہوا۔ آپ نے اسلامی حکومت کی تطبیقی شکل پیش کی۔ اور بتایا کہ انسانی زندگی میں اسلامی دستور پر کس طرح عمل ہوتا ہے۔ آپ نے انسانی حقوق کے لیے وہ اصلاحات متعارف کرائیں۔ جن سے آج بھی کوئی فلاحی ریاست کا مستغنی نہیں ہوسکتی۔ پولیس، فوج اور سرکاری ملازمین کے لیے ضابطہ اخلاق مرتب کیا۔ بیت المال کا نظام، یتیم، بیوگان، بے سہارا اور مساکین کے لیے وظائف مقرر کیے۔ غیر مسلموں کے لیے بیت المال کا الگ نظام متعارف کرایا۔ ان میں سے کمزور ضعیف اور بوڑھوں کے لیے وظائف لگائے۔ عدل وانصاف پر مبنی قانون نافذ کیا جو بلاتفریق سب پر لاگو تھا۔ آپ نے حقیقی صحیح اسلامی معاشرہ تشکیل دیا۔ جو قیامت تک کے لیے ایک عمدہ مثال ہے۔ آج ضرورت اس امر کی ہے کہ ان کی طرز حکمرانی کو نہ صرف سمجھا جائے۔ بلکہ ان کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اسی اسلوب کے ساتھ حکومت کی جائے۔ تو کوئی وجہ نہیں کہ آج بھی عدل وانصاف پر مبنی وہی ماحول پیدا نہ ہو جو اس وقت تھا اور لوگ امن آشتی اور سکون کے ساتھ زندگی بسر کرنے لگیں۔ محرم الحرام کا مہینہ ان کی یاد تازہ کرتا ہے۔

اسی طرح سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی زندگی بھی مشعل راہ ہے۔ آپ نے پیارے پیغمبر ﷺ کی گود میں تربیت پائی۔ زندگی گزارنے کے تمام گر سیکھے۔ دکھ سکھ میں کیا طرز عمل ہونا چاہیے اپنے نانا سے مکمل رہنمائی حاصل کی۔ یہی وجہ ہے کہ جب آزمائش کا دور شروع ہوا تو پوری استقامت اور صبر وتحمل کے ساتھ اسکا مقابلہ کیا اور ذرا بھی واویلا نہیں کیا۔ جس بات کو حق سمجھا اس پر ڈٹ گئے اور اسی پر اپنی جان فرمان کر دی لیکن اف تک نہیں کیا۔ ہمارے لیے بھی یہی سبق اور درس ہے کہ پہلے حق کو سمجھیں اور جب یہ بات یقین کو پہنچ جائے تو پھر اس پر پوری استقامت کے ساتھ کھڑا ہو جائے۔ کوئی لالچ عہدہ منصب متزلزل نہ کر سکے اور اگر قربانی دینی پڑے تو بخوشی قبول کرلے۔ کاش آج ہم اس فلسفے کو سمجھ سکیں۔

خطبہ حج، مسلمانوں کی حقیقی ترجمانی!

مفتی اعظم سعودی عرب سماحۃ الشیخ عبدالعزیز بن صالح آل الشیخ نے خطبہ حج میں جن اہم مسائل کی نشاندہی کی اور ان کے حل کے لیے جو قابل عمل تجاویز پیش کیں وہ تمام مسلمانوں کی حقیقی ترجمانی ہے۔ انہوں نے جن باتوں کا تذکرہ کیا انہیں اختصار کے ساتھ اس طرح بیان کیا جاسکتا ہے!